خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 72

Track - 1

54:06

''روحانی تفسیر سورہ فاتحہ''

... اعوذ باللہ

... بسم اللہ

...تلاوت سورة الفاتحہ

قرآن پاک میں سورہ فاتحہ ہر مسلمان نماز میں ہر رکعت میں تلاوت کرتا ہے۔ فرض نماز ہو، واجب نماز ہویا نوافل ہوسورہ فاتحہ کی تلاوت کے بغیر کسی نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔ چار رکعت اگر آپ پڑھتے ہیں چار دفعہ سورہ فاتحہ پڑھنی ہے۔ بارہ رکعت اگر پڑھتے ہیں تو بارہ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھنی ہے۔ دو رکعت اگر آپ فجر کی نماز پڑھتے ہیں تو دو دفعہ آپ کو سورہ فاتحہ پڑھنی ہوتی ہے۔ مغرب کی نماز میں تین رکعت نماز ہوتی ہے اس میں بھی تین مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنی ہوتی ہے۔ یہ بات سوچنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کیا کچھ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سورت کے بغیر نماز کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔ یعنی لازم ہے کہ آپ جب نوافل ادا کریں ، نماز قائم کریں تو اللہ اکبر کے بعد اور ثناء کے بعد ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی تلاوت ضروری ہے۔ جب کوئی آدمی کوئی کام کرتا ہے اگر وہ طوطے کی طرح رٹے ہوئے الفاظ ادا کرتا رہے جیسے طوطے کو آپ سکھا دیتے ہیں بی بی کا مٹھو روٹی کھائے گا ، سبحان اللہ وغیرہ وغیرہ تو پھر تو کسی بات کو سوچنے ، سمجھنے یا تفکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک اضافی عقل بھی عطا فرمائی ہے۔ عقل صرف انسان کی معراج نہیں ہے۔ عقل ہر چیز میں موجود ہے۔ عقل چوپایوں میں بھی موجود ہے۔ کسی بھی صورت سے آپ چوپایوں میں جو عقل ہے اس کا انکار نہیں کرسکتے۔ بکری میں،گائے میں، اونٹ میں، ہاتھی میں۔ اگر ان میں عقل نہ ہو تو ان کی زندگی ایک دوسرے سے اس طرح ٹکرا جائے گی کہ ان دونوں کا وجود ختم ہوجائے گا۔ ہاتھی ہاتھی کو پہچانتا ہے۔ اس کے علاوہ ہاتھی شیر کو بھی پہچانتا ہے کہ یہ میرا دشمن ہے۔ تو یہ پہچاننا اسی وقت ممکن ہے کہ جب عقل موجود ہو۔ ہاتھی اس بات سے واقف ہے کہ میری خوراک گھاس ہے، میری خوراک گنّا ہے۔ میری خوراک کیلا ہے۔ اونٹ اس بات سے واقف ہے کہ میری خوراک کیکر ہے۔ اور ریگستان میں اگی ہوئی ایسی جھاڑیاں ہیں کہ جن کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ اور وہ اونٹ جو ہے اس کو بڑے شوق سے کھاتا ہے۔ تو یہ جو فرق ہے کہ اونٹ کیکر کے کانٹے کھالیتا ہے اور

ہاتھی جو ہے کیکر کے کانٹے نہیں کھاتا تو اس کو بھی آپ عقل کے علاوہ کوئی نام نہیں دے سکتے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبوتر کوؤں میں نہیں بیٹھتے ، کوے کبوتر میں نہیں بیٹھتے۔ تو اگر کبوتر کوے کو نہ پہچانتا ہو اور کوا کبوتر کو نہ پہچانتا ہو تو یہ جو الگ الگ شناخت ہے یا تفریق ہے وہ قائم نہیں رہے گی۔ پرندے دانہ چگتے ہیں۔ چرندے گھاس کھاتے ہیں، پتے کھاتے ہیں۔ اسی صورت سے جب اولاد کا مسئلہ سامنے آتا ہے بلی اپنے بچے کو پہچانتی ہے ، مرغی اپنے بچے کو پہچانتی ہے۔ یعنی ہر چیز ، ہر مخلوق جو اس دنیا پر موجود ہے اس کے اندر کسی نہ کسی طرح عقل موجود ہے اور انسان اس کی عقل سے انکار نہیں کرسکتا۔ چیونٹیاں ہیں... چیونٹیوں کی بے شمار قسمیں ہیں۔ ایک درزی چیونٹی کہلاتی ہے، ایک چوکیدار چیونٹی کہلاتی ہے۔ کوئی چیونٹی ذخیرہ اندوز کہلاتی ہے۔ اگر یہ عقل نہ ہو تو ذخیرہ اندوزی کیسے ہوگی۔ راشن کیسے جمع ہوگا؟ سکیورٹی کا نظام کیسے چلے گا؟ جہاں تک عقل کا تعلق ہے اس سے تو کوئی آدمی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن قرآن پاک کے اندر جب ہم تفکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں صاحب وحی جو ہے وہ انسانوں کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن قرآن میں سورہ نحل میں آپ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم مکھی پر وحی نازل کرتے ہیں۔ تو اگر یہ عقل شعور نہ ہو تو پھر وحی انسانوں کے لئے مخصوص ہوتی۔ شہد کی مکھی پر وحی کیسے نازل ہوجاتی۔ گرمی سردی کا احساس بھی عقل کے تابع ہے۔ گرمی سردی ہر مخلوق محسوس کرتی ہے، ہر مخلوق سردی سے بھی بچاؤ کرتی ہے، گرمی سے بھی بچاؤ کرتی ہے۔ اب یہ کتے ہوتے ہیں جہاں گرمی ہوتی ہے ایسی جگہ ٹھنڈی جگہ، درخت کے نیچے جناب سیل میں وہاں اپنا بیٹھ جاتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہوا ناں کہ یہ کتا اس بات کو جانتا ہے کہ گرمی سے بچاؤ کس طرح ہوگا۔ اور گرمی سے وہ بچ جاتا ہے۔ گھروں میں آپ جب غور کریں انسان بھی گھر بناتا ہے۔ پرندے بھی گھر بناتے ہیں۔ چیونٹیاں بھی گھر بناتی ہیں۔ گائے، بھینس، بیل بھی اپنے ٹھکانوں سے واقف ہوتے ہیں۔ سارے دن وہ جنگل میں پھرتے رہتے ہیں شام کو اپنے کھونٹے پر جاکر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ تو کوئی ایک با ت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں آپ یہ کہیں کہ یہ انسان عقل کل ہے اور انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کو عقل حاصل نہیں ہے۔ انسانوں میں اور حیوانات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک اضافی عقل عطا کی ہے۔ اضافی عقل سے مراد یہ کہ اس کے اندر سوچ بچار اور غو ر و فکر کرنے کا ایک مادّہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر رکھ دیا ہے۔ جو دوسرے جانوروں میں نہیں ملتا۔ دوسرے جانوروں کو جتنی عقل دے دی گئی ہے وہ اس عقل کے اندر محدود رہتے ہیں اور اسی عقل کے اندر پیدا ہوتے ہیں اسی عقل کے اندر اس کی نشو و نما ہوتی ہے اور اسی عقل کے اندر رہتے ہوئے وہ اس دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں۔ لیکن انسان ایک ایسا جانور یا حیوان ہے کہ اس کے اندر کائنات میں پھیلی ہوئی تمام مخلوق میں جو عقل ہے اس عقل کے ساتھ ساتھ انسان میں ایک اور عقل ہے جس کو آپ اضافی عقل کہتے ہیں۔ اور

وہ اضافی عقل یہ ہے کہ انسان کے اندر سوچنے ، سمجھنے اور کسی چیز کی گہرائی کو تلاش کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔اگر انسان کے اندر سوچ وہی ہو جو جانوروں میں ہے اور اس کے اندر تفکر نہ ہو ، گہرائی نہ ہو، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان ابھی اضافی عقل سے محروم ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اسے جو ایک الگ سے اضافی صلاحیت عطا فرمائی ہے اس سے وہ کام نہیں لے رہا ہے۔ تو اب یہ جو ہم میں نے ابھی سورہ فاتحہ کے بارے میں عرض کیا یہ ایک ایسی سورت ہے کہ جب ہم نماز قائم کرتے ہیں یا ادا کرتے ہیں تو ہر رکعت میں اس سورت کا پڑھنا جو ہے بالکل لازم ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے اللہ اکبر کہنا لازم ہے۔ اسی صورت سے سورہ فاتحہ کا پڑھنا بھی لازم ہے۔ تو یہ جو سورہ فاتحہ ہے ظاہرہے اس میں بہت بڑی افادیت ہے۔ نماز وہ عمل ہے کہ جس کو بندہ کسی حال میں چھوڑ نہیں سکتا۔ بیماری میں بھی معاف نہیں ہے۔ مسافر ت میں بھی معاف نہیں ہے۔ مسافرت میں کم تو ہوجاتی ہے لیکن معاف نہیں ہوتی۔ کھڑے ہوکر پڑھیں آپ۔ بیٹھ کر پڑھیں آپ۔ لیٹ کے پڑھیں آپ۔ آنکھ کے اشاروں سے پڑھیں آپ۔ بہرحال نماز کی فرضیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ نماز یا صلوٰۃ زندگی کا ایک ایسا عمل ہے جس پر اگر ہم غور کریں یہ عمل انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرتا ہے یہ عمل انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کراتا ہے۔ نماز یا صلوٰۃ کا عمل انسان کے اندر اس کے انر میں انوار و تجلیات کا ذخیرہ کرتا ہے۔ اب یہ اتنا بڑا عمل ہے کہ جس عمل کی بنیاد پر اگر اسے صحیح طریقے سے پورا کرلیا جائے تو انسان کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست رشتہ اور تعلق قائم ہوجاتا ہے۔ روحانی لوگ صلوٰۃ کا ترجمہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنا۔ اقم الصلوٰۃ ... اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرو۔ اقم الصلوٰۃ ... وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرتے ہیں۔ وہ لوگ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا جو عمل ہے نماز اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ پہلے تو آدمی کو اپنی نفی کرنا پڑتی ہے۔ جب کوئی بھی آدمی ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس نے خود کو سرنڈر کردیا۔ دیکھئے فوجیں لڑتی ہیں ، دشمن آپس میں لڑتے ہیں آپ ہاتھ اٹھادیجئے اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ بھئی اس نے اب اپنے آپ کو محکوم قرار دے دیا ۔ اور یہ اس نے اپنے آپ کو سرنڈر کردیا کہ جو آپ چاہیں میرا حشر کریں۔ فوجوں میں بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے آپ ہاتھ اٹھالئے اب جناب پوری پوری لڑائیاں ختم ہوجاتی ہیں اس میں۔ تو ہاتھ اٹھانے کا مطلب ہے سرنڈر کرنا۔ تو جب ہم نماز قائم کرتے ہیں تو نماز میں جو بنیادی بات ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اللہ اکبر۔ کہ ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں ۔ ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اصل بڑائی جو ہے وہ اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ جب آپ نے ہاتھ اٹھا کر اس بات کا اعتراف کرلیا کہ بڑائی صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے اپنے اندر سے کبر، غرور، نخوت، حسد، کینہ یا ہر وہ بات جو اللہ تعالیٰ

اور اللہ کے رسول کے لئے ناپسندیدہ ہے آپ نے اس بات کا اعلان کردیا ہے کہ اب
ہمارے اندر کوئی چیز نہیں ہے۔ اور ہم نے جب اللہ اکبر کہہ دیا اللہ بڑا ہے تو
اس کا مطلب ہے ہماری حیثیت جو ہے ختم ہوگئی ہے اب ہم کچھ نہیں ہیں۔
ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے یا نمازی نے اپنی نفی کردی
ہے۔ ہم کچھ نہیں ہیں۔ جو کچھ ہے اللہ ہے۔ ہر قسم کی بڑائی اگر کسی کو
زیب دیتی ہے تو وہ اللہ ہے۔ تو جب آپ نے ہاتھ اٹھا کر اس بات کا اقرار کرلیا
کہ اللہ ہی بڑا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اس بات کا اقرار کرلیا کہ
اللہ کے سامنے ہماری حیثیت کچھ نہیں ہے، نفی ہے۔ اصل مالک، خالق، قادر جو
کچھ ہے سب اللہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہاتھ باندھ لیے تو ہاتھ باندھنے کا
مطلب بھی یہی ہے کہ جب آپ کسی بادشاہ کے سامنے ، کسی بڑے آدمی کے
سامنے ، کسی زبردست کے سامنے ہاتھ باندھ کر، سر جھکا کر کھڑے ہوجاتے ہیں
تو یہ بھی اس بات کا اعلان ہے کہ ہم نے آپ کے اوپر اپنے آپ کو دروبست چھوڑ
دیا ہے۔ یعنی ہم نے اب ہاتھ باندھ لئے ہیں اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہم
آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور ہم نے اپنے آپ کو بالکل سرنڈر کردیا ہے۔ اپنی
حیثیت کھو دی ۔ ختم کردی۔ اب ہماری حیثیت کچھ نہیں ہے ۔ حیثیت اس کی
ہے جس کے سامنے ہم ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ پہلے آپ نے ہاتھ اٹھا کے سرنڈر
کیا۔ پھر آپ نے اللہ اکبر کہہ کے اپنی نفی کی۔ اب پھر ہاتھ باندھ کے اس بات کا
اعلان کردیا کہ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اس کا
مطلب یہ کہ ہمارے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ہم تو کچھ کر ہی نہیں سکتے۔
یعنی آپ نے اپنی زندگی کے بارے میں یہ فیصلہ دے دیا کہ ہماری حیثیت ذاتی کچھ
نہیں ہے۔ ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہم جس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں
اس نے ہی ہمیں پیدا کردیا۔ اس نے ہی ہمیں جوان کردیا ۔ اس نے ہی ہماری
جوانی کے لئے وسائل فراہم کئے۔ اس نے ہی ہمیں بوڑھا کردیا۔اور جب تک وہ
چاہے۔ ہمیں اس دنیا میں رکھے۔ اور جب وہ چاہے گا ہمیں اس دنیا سے بلالے گا۔
یعنی ہماری زندگی میں ہمارا عمل کچھ نہیں ہے بجز اس کے کہ اللہ جو چاہتا
ہے ہم وہ کرتے ہیں۔ ہاتھ باندھنے کا۔ اب اس کے بعد آپ پڑھتے ہیں الحمد للہ
رب العالمین ... ۔ پہلے آپ نے ہاتھ اٹھا کے خود کو سرنڈر کیا۔ پھر آپ نے اللہ کی
بڑائی بیان کرکے اپنے آپ کو چھوٹا ثابت کیا۔ پھر آپ نے ہاتھ باندھ کے بالکل اپنی
نفی کردی کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہمارے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ہم
کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ یہ تین کام کرکے اب آپ نے الحمد للہ رب العالمین ...
پڑھی۔ سورہ فاتحہ کی آپ نے تلاوت کی۔ پہلے آپ نے اس کو پھر میں بار بار
اس لئے دہراتا ہوں تاکہ آپ کے ذہن نشین ہوجائے۔ پہلے آپ نے ہاتھ اٹھائے۔ خود
کو سرنڈر کردیا۔ اللہ اکبر کہہ کے اللہ ہی بڑا ہے اللہ کے علاوہ دنیا میں ، دین
میں، آسمان میں زمین میں ، فرشتوں میں، انبیاء میں کوئی بھی بڑا نہیں ہے اللہ
کے علاوہ۔ بڑا اگر ہے تو اللہ بڑا ہے۔ یعنی اللہ کی آپ نے بڑائی کو اختیار کرلیا۔
اور اس کے بعد آپ نے ہاتھ باندھ کے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارے تو ہاتھ

بندھے ہوئے ہیں ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ جس کے ہاتھ بندھ جائے اس کو کوئی لٹا دے۔ اس کو کوئی بٹھا دے۔ اس کو کوئی کھلا دے۔ اس کو کوئی پلا دے۔ ہاتھ ہی جب بندھے ہوئے ہیں ۔ اب ان تین کیفیات سے گزر کر آپ کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین ...اب دیکھئے آپ زبانی اقرار کر رہے ہیں سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس اللہ کے لئے ہم نے اپنے آپ کو سرنڈر کردیا ہے۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جو عالمین کا رب ہے۔ رب سے مراد عالمین کو پیدا کرتا ہے۔ عالمین کے لئے وسائل فراہم کرتا ہے۔ عالمین کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہوا بنائی۔ پانی بنایا۔ آسمان بنایا۔ بارش بنائی۔ زمین بنائی۔ زمین کے اندر یہ صلاحیت رکھی کہ اس کے اندر کھیتی باڑی ہو۔ گیہوں اگے۔ جوار اگے۔ باجرے اگے۔ پھل لگے۔ یعنی زندگی سے متعلق جتنی بھی چیزیں ہیں ، وسائل ہیں جن کی بنیاد پر انسان، حیوان، درخت ، جنات، فرشتے تخلیق ہوئے یا موجود ہیںوہ اللہ ہے جو رب ہے۔ جو سنبھالنے والا ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے۔ جو وسائل فراہم کرنے والا ہے۔ جو زندہ کرنے والا ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے۔ جو جوان کرنے والا ہے۔ جو بوڑھا کرنے والا ہے۔ جو مارنے والا ہے۔ جو مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے والا ہے۔وہ ہستی اللہ ہے۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کو پیدا کرتا ہے۔ عالمین کو پیدا کرنے کے بعد عالمین کو قائم اور زندہ رکھنے کے لئے وسائل فراہم کرتا ہے ۔ وسائل فراہم کرنے کے لئے اس نے زمین بنائی ، اس نے سمندر بنائے ، اس نے دریا بنائے، اس نے آسمان بنایا، اس نے فرشتے بنائے، اس نے چاند بنایا، اس نے سورج بنایا۔ یعنی انسانی زندگی ہو، حیوانی زندگی ہو، پرندوں کی زندگی ہو، درندوں کی زندگی ہو ، چرندوں کی زندگی ہو، پہاڑ کی زندگی ہو، نباتات کی زندگی ہو، جمادات کی زندگی ہو جب بھی آپ بحیثیت مخلوق کے غور کریں گے تو آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ کوئی ہستی ہے جس نے یہ سارا نظام بنایا اور اس نظام کو قائم کرنے کے لئے وسائل پیدا کئے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے ماں باپ ہی نہ ہوں آدمی کہاں سے پیدا ہوجائے گا؟ ماں کے پیٹ میں حمل قرار پاتا ہے ماں کے اندر خون ہی نہ ہو بچے کی نشو و نما کہاں سے ہوجائے گی؟ پیدائش کے بعد ماں کے سینے میں اللہ تعالیٰ دودھ نہ اتارے سارے ہی بچے مر جائیں گے پیدا ہوتے ہی۔ ماں کے سینے میں دودھ اترنے کے لئے جو ضروری چیزیں ہیں مثلاً روٹی ہے، گوشت ہے، اناج ہے ، غذائیں ہیں ساری اگر وہ زمین پر غذائیں نہ ہوں تو ماں کے اندر خون کیسے بنے گا؟ جب ماں کے اندر خون نہیں بنے گا تو بچے دودھ کیسے پئیں گے؟ پھر بچے بڑے ہوتے ہیں ۔ بڑے ہونے کے بعد آپ دیکھیں بتدریج ہر روز بچے کے اندر شعور میں اضافہ ہوتا ہے۔ پہلے دن کا بچہ بالکل ایک لوتھڑا ہوتا ہے۔ دوسرے دن کے بچے میں ذرا اور ہوشیاری آجاتی ہے۔مہینے بھر کے بچے میں آپ دیکھیں گے وہ جب آپ اس کا نام لیں گے تو وہ ادھر ادھر دیکھنا شروع کردیتا ہے۔ اس کے اندر حافظہ بھی آجاتا ہے۔ اس کے اندر ذہن بھی آجاتا ہے اس کا دماغ بھی کام کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کا قد بھی بڑھتا ہے۔ ماں باپ کے پاس ایسی کوئی طاقت نہیں ہے اگر بچے کا قد

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ بڑھایا جائے تو بچہ قد میں لمبا ہوجائے۔ بچہ روز بروز بڑھ بھی رہا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بچے کی جب آپ خدو خال دیکھتے ہیں ہاتھ دیکھتے ہیں۔ پیر دیکھتے ہیں۔ پیر کی پانچ انگلیاں، ہاتھ کی پانچ انگلیاں۔ کیسا عجیب نظام ہے۔ ہاتھ جب بڑا ہوگا تو انگلیاں تناسب سے بڑی ہوں گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ اگر پیدائش میں چھنگلی انگلی جو ہے وہ چھوٹی ہے تو دس سال کے بعد چھنگلی انگلی جو ہے وہ بڑی انگلی کے برابر ہوجائے گی۔ تناسب۔ پیر میں بھی تناسب۔ ہاتھ میں بھی تناسب۔ ناک میں بھی اب یہ ایسا نہیں ہے کہ ناک چھوٹی سی ہے جب آپ بڑے ہوئے تو معلوم ہوا ناک اتنی لمبی ہوگئی۔ ایک بالش کی۔ اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوگئیں۔ جس خدو خال پر بچہ پیدا ہوجاتا ہے وہ خدو خال اس کے مرتے وقت تک قائم رہتی ہے اس میں تناسب رہتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا ہوگا کہ بچپن میں آنکھیں چھوٹی ہوں بڑے ہوکر بڑی ہوگئی ہوں۔ یا پیدائشی آنکھ بڑی ہو اور آدمی جب بوڑھا ہو تو چھوٹی ہوگئی ہوں۔ تو اب یہ صورتحال صرف ظاہرا جسم پر نہیں ہے۔ اب اندر بھی ایک مشین ہے۔ دل ہے۔ اب بچے کے دل میں اور بڑے کے دل میں بہت فرق ہوتا ہے۔ بچے کا دل ایک انچ کے برابر ہوتا ہے اور بڑے کا دل جو ہے دو مٹھی کے برابر ہوجاتا ہے۔ تو اب یہ جو تناسب ہے پیدائش کے بعد سے جوانی تک اور جوانی کے بعد سے بوڑھاپے تک یہ جو تناسب ہے اس تناسب میں انسان کا کوئی بھی عمل دخل نہیں ہے۔ کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی پستہ قد پیدا کردیا ہے تو آپ اس کا قد لمبا نہیں کرسکتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو لمبا قد کردیا ہے تو آپ اس کو ٹھگنا نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے منہ پر دو ہونٹ لگا دئیے ہیں آپ ان ہونٹوں کو تبدیل نہیں کرسکتے۔ بظاہر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اندر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اور کیسی عجیب بات ہے کہ ناک ایک ہے، کان ایک سے ہیں ، آنکھیں ایک سی ہیں لیکن چھ ارب انسان ہیں سب کی ناک الگ ہے، سب کی آنکھ الگ ہے، سب کے کان الگ ہیں ، سب کا چہرہ الگ ہے۔ انسان ، انسان کو کیوں پہچانتا ہے ؟ انسان، انسان کو اس لئے پہچانتا ہے کہ اس کی ایک ناک ہوتی ہے، دو آنکھیں ہوتی ہیں، منہ ہوتا ہے، دو کان ہوتے ہیں، سر ہوتا ہے۔ اسی بنیاد پر تو آدمی پہچانتا ہے۔ لیکن چھ ارب آدمی آپ ایک جگہ کھڑا کردیں تو ہر آدمی الگ ہے۔ اب جب اس زمانے میں چار سو بیسی زیادہ ہونے لگی ۔ تو پہلے زمانے میں تو انگوٹھا لگایا کرتے تھے۔ اب دستخطوں میں کام چلتا تھا۔ اب یہ قانون بن گیا ہے کہ دستخط کے ساتھ انگوٹھا بھی لگواؤ۔ اس لئے انسان دستخط تو بنالیتا ہے لیکن انگوٹھے کے اندر جو لکیریں ہیں ان کو نہیں بدل سکتا۔ کیسا نظام ہے۔ کیسا اللہ ہے آپ ذرا غور تو فرمائیں کہ چھ ارب انگوٹھے ایک سے نہیں ہوسکتے۔ بظاہر سب کے انگوٹھے ایک سے نظر آتے ہیں۔ چھ ارب آدمیوں کی ناک ایک سی نظر آتی ہے لیکن ایک سی ہوتی نہیں ہے۔ چھ ارب آدمیوں کی سوچ یکساں نظر آتی ہے لیکن ہر آدمی کی اپنی الگ سوچ ہے۔ کیا آپ اس بات سے انکار کرسکتے ہیں کہ

ایک ماں باپ کے دس بچے ہیں ۔ دس بچوں کی صورتیں بھی الگ ہیں۔ دس
بچوں کے قد کاٹھ بھی الگ ہیں۔ دس بچوں کا رنگ بھی الگ ہے۔ اور دس بچوں
کی سوچ بھی الگ ہے۔ یا ایک سے ہوتے ہیں بھئی؟ ایک ماں ہے۔ ایک باپ ہے۔
ایک ہی باپ کا نطفہ ہے۔ ایک ہی ماں کا سب نے دودھ پیا ہے۔ ایک ہی ماں کے
پیٹ میں سب نے پرورش پائی۔ لیکن سب مختلف ہے۔ جتنا بھی آپ اللہ کے بارے
میں، خالقیت کے بارے میں غور کریں گے تو آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ
انسان اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ایک عجوبہ ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی بہترین صناعی
ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ... کہ انسان اللہ کی بہترین صناعی
ہے۔ ثمہ رددنہ اسفل سافلین ... لیکن یہ اسفل سافلین میں پڑا ہوا ہے۔ کیا
مطلب ہوا اس کا؟ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی بہترین صناعی اسفل سافلین میں
کیسے ہوسکتی ہے؟ کیا مطلب ہوا اس کا؟ اب اس کا مطلب اس وقت سمجھ
میں آئے گا کہ آپ حیوانات سے ممتاز ہوکر اپنی اضافی عقل استعمال کریں گے۔
اب اس کو یوں پڑھیں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ... انسان اللہ کی
بہترین صناعی ہے۔ لیکن اس بہترین صناعی کے بارے میں وہ اضافی عقل
استعمال نہیں کرتا ، غور و فکر نہیں کرتا اپنی جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے بہترین
صلاحیتیں دی ہیں ان کے اندر تفکر نہیں کرتا اس لئے اسفل سافلین میں پڑا ہوا
ہے۔ بھئی آپ یہ دیکھیں آپ کے پاس بہترین خزانہ ہے۔ آپ کو پتہ ہے کمرے میں
خزانہ ہے۔ تالا لگا ہوا ہے۔ آپ کے پاس چابی بھی ہے۔ اور آپ گھر گھر جاکر
بھیک مانگ رہے ہیتواسفل سافلین میں ہی گھرا ہوا ہے نا۔ تو اب جب نماز
میں آپ نے اپنے آپ کو سرنڈر کردیا اور اس کے بعد کہا الحمد للہ رب العالمین ...
اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ وہ بندے جن کا اللہ تعالیٰ کے
ساتھ کسی بھی صورت سے رشتے اور تعلق قائم ہوتا ہے ان کے اندر تفکر ہو۔
ان کے اندر سوچ ہو۔ ان کے اندر گہرائی ہو۔ الحمد للہ رب العالمین ... سب
تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ۔ کون سا اللہ؟ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ۔ کون
سا اللہ؟ کہاں ہے وہ اللہ؟ جب آپ کہاں ہے وہ اللہ ، کون سا اللہ ۔ جب آپ
اس کو تلاش کریں گے تو اب آپ کو پتہ چلے گا وہ اللہ جو عالمین کو تخلیق کرتا
ہے۔ عالمین کو پیدا کرتا ہے۔ اور جو عالمین کے لئے وسائل فراہم کرتا ہے۔ وہ
عالمین کا کفیل ہے۔ جس کو پتہ ہے عالمین میں موجود مخلوق کے لئے کن کن
چیزوں کی ضرورت ہے۔ پھرجب آپ جب یہ کہیں گے الحمد للہ رب العالمین ...
سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔ اب جب آپ سوچیں گے
تو بھئی عالمین کا مطلب تو یہ ہے کہ ہماری دنیا کی طرح اور بھی عالم ہے۔
عالمین۔ دیکھئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ عالم ایک نہیں ہے جس کو ہم اپنا زمین
کہتے ہیں زمین بھی ایک عالم ہے۔ رب العالمین ۔ رب الزمین نہیں ہے۔ رب
العالمین۔ ہمارے عالم کی طرح اور بھی عالم ہیں۔ کتنے عالمین ہیں ایسی جگہ
ہے جس کے بارے میں بولا جاتا ہے تعداد میں آپ اس کو بیان نہیں کرسکتے۔ یعنی
اس کے آگے ہاتھ باندھ لئے جس ہستی نے عالمین پیدا کئے اور ہمارا عالم پیدا

کیا۔ ہمارا عالم پیدا کیا اور ہمارے عالم کی طرح اور بھی بے شمار عالمین پیدا
کئے۔ اب ایک یہ نیا دروازہ اور کھلا کہ ہماری زمین کی طرح اوربھی زمینیں
ہیں۔ ہمارے آسمان کی طرح اور بھی آسمانیں ہیں۔ ہماری زمین کے اوپر اور
جو موجودات ہیں ، مخلوقات ہیں ، درخت ہیں ، پھول ہیں ، پھلواری ہیں
دوسرے عالمین میں بھی ہیں۔ ہماری زمین پر موجود مخلوقات کی جس طرح
کفالت ہوتی ہے روزی فراہم کی جاتی ہے۔ وسائل مہیا کئے جاتے ہیں اسی
طرح دوسرے عالمین میں بھی جو مخلوق ہے اسے بھی روزی فراہم کی جاتی
ہے۔ وسائل مہیا کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کب ہوگا؟ یہ بات کب ہوگی؟ یہ بات
اس وقت آپ کی سمجھ میں آئے گی جب آپ حیوانات سے ممتاز ہوکر حیوانات
کی عقل سے ماورا عقل جو آپ کے اندر ہے آپ اسے سمجھ لیں۔ اور حیوانات سے
ماورا جو عقل آپ کے اندر ہے وہی تفکر ہے۔ وہی گہرائی ہے۔ وہی سوچ ہے۔
اسی کے بارے میں قرآن کہتا ہے ... تفکرون، تعقلون ، تعلمون، یعلمون، یا اولی
الالباب، فبی الا ربکما تکذبن ... اور اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو کن
کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اس پر جب آپ سوچیں گے آپ نعمتوں کو شمار کریں
گے ۔ اگر آپ نعمتوں کو شمار کریں گے ۔ بھئی اب بیل بھینس ہے ادھر منہ مارلی
ادھر کھالیا، ادھر منہ مارلیا ادھر کھالیا اس کی تو کوئی اضافی عقل ہی نہیں
ہے۔ ان میں سوچ ہی نہیں ہے۔ جب آپ یا اولی الالباب اضافی عقل والے لوگ
وہ ہیں جو اللہ کے معاملات میں تفکر کرتے ہیں، غور کرتے ہیںاور اللہ کی
نشانیوں کو تلاش کرکر کے اللہ کی بڑائی کا اعتراف کرتے ہیں۔ ساری زندگی آپ
سورج دیکھتے ہیں۔ سورج کے بارے میں اگر آپ تفکر نہیں کرتے تو سورج کیا
بکری کو علم نہیں ہے؟ کیا بکری کو علم نہیں ہے دن نکل آیا؟ چوہا اس بات
سے واقف نہیں ہیں کہ دن شروع ہوگیا ہے؟ اگر آپ نے بھی سورج کو دیکھ کے
اور یہ سمجھ لیا کہ دن نکل آیا تو آپ میں اور چوہے میں کیا فرق ہے؟ میرے میں
اور کتے میں بلی میں کیا فرق ہے؟ بات وہی ہے انسان چونکہ احسن تقویم ہے۔
انسان احسن تقویم ہے ۔ احسن تقویم کا مطلب ہے کہ اس کے اندر ایک سوچ
ہے۔ ایک فکر ہے۔ ایک ریسرچ کا مادہ ہے۔ ایسی صلاحیت ہے کہ یہ جتنا چاہے
گہرائی میں جاکر کسی چیز کو سوچ سکتا ہے۔ وہ اس صلاحیت کو استعمال
کرتا ہے تو وہ صلاحیت کام آتی ہے۔ ہر انسان پڑھ لکھ سکتا ہے۔ آپ یہ نہیں
کہہ سکتے کہ ایک مخصوص گروہ جو ہے وہ پڑھ سکتا ہے۔ سید صاحب کا بچہ
بھی پڑھ سکتا ہے۔ خان صاحب کا بچہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ مزدور کا بچہ بھی
پڑھ سکتا ہے، بھنگی کا بچہ بھی پڑھ سکتاہے، چمار کا بچہ بھی پڑھ سکتا ہے۔
کون نہیں پڑھ سکتا ہے؟ لیکن کب پڑھ سکتا ہے؟ جب وہ الف بے تے یاد کرے گا۔
جب وہ خط لکھے گا۔ جب وہ حروف یاد کرکے الفاظ بنانا سیکھے گا۔ جب وہ
الفاظ بنا کر کاغذ پہ ان کو جوڑ کر پوری تحریر لکھے گا۔ لیکن ایک باپ
جینئس ہے ، سائنٹسٹ ہے اس کا بچہ وہ اضافی عقل استعمال نہیں کرتا
وہ ،اس کے اندر حیوانات کے مقابلے میں الگ سے ہے کیا وہ پڑھ لے گا؟تو اب

انسان کے اندر جو صلاحیت اللہ تعالیٰ نے تفکر کی رکھی ہے جب تک وہ اس کو استعمال نہیں کرے گا ، تفکر اسے حاصل نہیں ہوسکے گا۔ گہری نظر اسے منتقل نہیں ہوگی۔ وہ سطحی طور پر زندگی گزارے گا اس لئے کہ حیوانات سطحی پور زندگی گزار رہے ہیں۔ اب اس کو پھر دہرائیں۔ آپ نے اللہ اکبر کہا۔ اللہ اکبر جب آپ نے کہا تو آپ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم تو بالکل کچھ ہیں ہی نہیں سب سے بڑا اللہ ہی ہے۔ بھئی یہ مطلب ہوا ناں؟ یعنی آپ نے اپنی نفی کردی۔ پھر آپ نے کہا کہ بھئی وہ جو اللہ ہے ناں وہ سب کچھ ہے۔ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس کا دل چاہے ہمیں پیدا کردے۔ اس کا دل چاہے ہمیں چماروں میں پیدا کردے۔ اس کا دل چاہے ہمیں سیدوں میں پیدا کردے۔ اس کا دل چاہے ہمیں پٹھانوں میں پیدا کردے۔ اس کا دل چاہے ہمیں خرکاروں میں پیدا کردے۔ یا ہے کسی کو اختیار پیدا ہونے کا؟ اس کا دل چاہے وہ ہمیں جوان کردے۔ اس کا دل چاہے دو مہینے میں ماردے۔ اور اس کا دل چاہے سو سال کی عمر کردے۔ کیا کوئی آدمی اپنی عمر بڑھا سکتا ہے؟ یا کوئی آدمی اپنی مرضی سے اس زمین میں پیدا ہوسکتا ہے؟ جب آپ اپنی مرضی سے پیدا ہی نہیں ہوسکتے تو آپ کی حیثیت کیا ہوئی؟ آپ انتخاب بھی نہیں کرسکتے مجھے کہاں پیدا ہونا ہے۔ اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہ نہیں سوچئے گا کہ انسان ایک نام ہوتا ہے۔ محمد بشیر نام رکھ دیں۔ کوئی نام رکھ دیں۔یہ نام کب رکھا جاتا ہے۔ جب آپ پیدا ہوتے ہیں۔ پیدائش پر آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ نام رکھنے پر بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔ ابا نے نام رکھ دیا۔ نانا نے نام رکھ دیا۔ کسی بزرگ نے رکھا۔ آپ کو اختیار نہیں ہے۔ ساری زندگی آپ اس نام کو اٹھائے پھرتے ہیں لیکن اس نام میں بھی آپ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ نام بھی کسی کا رکھا ہوا ہے۔ پیدائش سے لے کر نوے سال تک محمد بشیر رہتے ہیں کہ محمد بشیر، محمد بشیر، یار یہ محمد بشیر کیسے ہوگیا؟ کہ جی ابا نے نام رکھا تھا۔ تو جب ابا نے نام رکھا تھا تو تیری کیا حیثیت بھئی؟ نہ جی میری تو حیثیت ہے میں تو وزیر اعظم ہوں ، میں تو فلاں ہوں، میں تو کاروباری ہوں، میں تو سوداگر ہوں، میں تو شوہر ہوں، میں تو بیوی ہوں، میں تو فلاں بڑے آدمی کی اولاد ہوں۔ سب کچھ ہے۔ تیری حیثیت کیا ہے؟ وہ الگ بات ہے ۔ وہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ کہ کس چیز سے آپ بنے۔ کپڑوں پہ لگ جائے آپ کپڑے نہیں پہنتے۔ جسم پر لگ جائے نہائے بغیر آپ کو چین نہیں آتا اتنی غلیظ اور گندی چیز بدبو، تعفن ۔ نماز آپ نہیں پڑھ سکتے۔ کہیں آپ نہیں جاسکتے۔ یار ذراغسل کرلوں پھر۔دفتر آپ نہیں جاسکتے۔ کھانا آپ نہیں کھاسکتے۔ ایک عجیب دماغ پہ گندگی غلاظت ، ناپاکی کا تصور اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ آپ غسل جنابت نہیں کرتے۔ اس چیز سے آپ بنے ہیں۔ بنے ہوئے بھی جس چیز سے وہ بھی آپ کو پتہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑی وضاحت سے اس کو بیان کیا ہے۔ پیدا ہونے میں آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ نام آپ کا اپنا نہیں ہے۔ پھر تیسری بات جو بڑی عجیب ہے کہ نام آپ کا رکھا گیا جب آپ ایک دن کے تھے۔ جب آپ بیس سال کے

ہوئے اور آپ کو کوئی فوٹو دکھائے جب آپ کا نام رکھا گیا تھا آپ پہچان لیں گے
خود کو؟ تو نام کیسے آپ کے ساتھ چپکا ہوا ہے؟ آپ تو اپنے بچپن کو نہیں پہچان
رہے ہیں لیکن محمد بشیر ۔ اب اس کا مطلب یہ ہو اکہ آپ کا میرا وجود اس
بنیاد پر ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں بس! اللہ تعالیٰ نے چاہا پیدا کردیا۔ جہاں
بھی چاہا پیدا کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے شناخت کے لئے کسی سے نام رکھوادیا۔ آپ
بڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن عطا کردیا ۔ اب اگر ذہن ہی نہ ہو۔ ایسے
بچے ہوتے ہیں نہ گونگے بہرے بیچارے

retarded

ہوتے ہیں۔ ان کو آپ دیکھتے ہیں وہ پڑھ ہی نہیں سکتے بیچارے۔ اگر آپ بھی

retarded

بچوں کی طرح پیدا ہوتے تو ہم یہ جو باتیں کررہے ہیں یہ سنتے، سمجھتے؟ سر
ہلاتے؟ اس کو تو کچھ پتہ ہی نہیں۔ ایسے بچے بھی ہوتے ہیں۔ تو اب یہ بھی
اللہ کی رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل و شعور عطا کیا۔ صحت عطا کی۔
آنکھیں عطا کیں۔ اندھے بچے پیدا ہوجاتے ہیں۔ اب اگر ہم بھی اندھے ہوجائیں۔
اللہ تعالیٰ آنکھیں نہ دیں۔ ہاتھ پیریعنی ہر چیزدماغ ۔ اللہ تعالیٰ دل ہی نہ پیدا
کریں ۔ دل کے بغیر بچے پیدا ہوگا مر جائے گا۔ ایسا ہوتا ہے۔ تو جب آپ الحمد
للہ رب العالمین کہتے ہیں اگر آپ کے اندر عقل سلیم ہے۔ اگر آپ کے اندر تفکر
ہے۔ اگر آپ یا اولی الالباب ہیں تو لا محالہ آپ کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ
ہم کس کی تعریف کررہے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ کس کی
تعریف۔ آپ نے اسے دیکھا نہیں۔ کوئی قربت نہیں ملی آپ کو۔ اس کی نشانیوں
میں کبھی آپ نے تفکر نہیں کیا۔ جس طرح بھیڑ بکریاں زمین پہ چل رہی ہیں
پھر رہی ہیں، کھارہیں، پی رہیں، ان کے بھی بچے ہورہے ہیں، آپ کے بھی بچے
ہورہے ہیں۔ اسی طرح آپ بھی زمین پر پیدا ہورہے۔ کیا بھیڑ پیدا نہیں ہورہے
ہیں؟ بھیڑ اپنی ماں کا دودھ نہیں پی رہی ہے؟ بھیڑ اپنے بچوں کو تربیت نہیں دے
رہی ہے؟ کیا بھیڑ مرتی نہیں ہے؟ جوان نہیں ہورہی ہے؟ بوڑھی نہیں ہوتی
ہے؟ اسی طرح انسان بھی بھیڑوں کی طرح پیدا ہوا۔ جوان ہوا۔ شادی کی۔
اس کے بچے ہوئے مر گئے۔ تو انسان کے احسن تقویم ... لقد خلقنا الانسان فی
احسن تقویم ... کا مطلب یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین جب وہ کہے گا تو
اس بات پر فکر کرے گا جتنی تعریفیں ہیں اللہ کی ہیں۔ کون ہے اللہ؟ وہ اللہ
جو عالمین کو پیدا کرتا ہے۔ وہ اللہ جو عالمین کو بچپن سے ، لڑکپن سے نکال کر
جوان کرتا ہے۔ وہ اللہ جو جوانوں کو بوڑھا کرتا ہے۔ اور وہ اللہ جو پیدا کرنے
کے بعد ماردیتا ہے۔ وہ اللہ جو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ الرحمن الرحیم
... ایک بات تو یہ ہے کہ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ہمارے ایک عالم
کی طرح اربوں کھربوںعالمین کا رب ہے۔ جس طرح وہ ایک عالم کی مخلوق کو
رزق فراہم کررہا ہے اسی طرح لاکھوں کروڑوں عالمین کی مخلوق کو بھی رزق

فراہم کررہا ہے۔ ایک دن میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ چھ ارب کی آبادی ہے زمین
میں جو بتائی جاتی ہے۔ آبادی تو زیادہ ہے جو مردم شماری کے حساب سے بتائی
جاتی ہے چھ ارب ہے۔ چھ ارب کی آبادی ۔ یہ تو چھوڑیں ہوا، پانی، گیس،
آکسیجن جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسے فراہم کی ہوئی ہیں۔ آدمی تین وقت کھانا
کھاتا ہے۔ بھئی ناشتہ کرتا ہے۔ دوپہر کو کھانا کھاتا ہے۔ رات کو کھانا کھاتا ہے۔
وہ جو بیچ میں چائے پی لی، بسکٹ کھالیاوہ چھوڑ دیں۔ تین وقت کھاتا ہے۔ اس
کا کیا مطلب ہوا؟ آپ ذرا دماغ لڑائیں کیا مطلب ہوا اس کا؟ بھئی لڑائیں نہ دماغ
کیا مطلب ہوا اس کا ؟ اٹھارہ ارب آدمی روز اللہ تعالیٰ کے دسترخوان سے روٹی
کھارہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی پوچھتا ہی نہیں ہے کہ تم نے میرا کیا کام کیا؟
یہ ہے رب تمہارا رزق دینے کا ... ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ چونکہ
اللہ تعالیٰ نے رزق دینے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ تو اب اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھتا کہ
دن میں نماز پڑھی یا نہیں پڑھی۔ میری نشانیوں پر غور کیا یا نہیں کیا۔ آپ سے
بھی نہیپوچھتا۔ بھیڑ بکریوں سے بھی نہیں پوچھتا۔ درختوں سے بھی نہیں
پوچھتا۔ یہ اللہ تعالیٰ نہیں پوچھتا کہ بھئی ہم نے تمہیں اتنی۔ اللہ تعالیٰ بتاتا تو
ہے کہ وہ اللہ جو تمہیں گوبر کے بیچ میں سے دودھ نکال کے دیتا ہے۔ بھینس
میں سے دودھ نکلتا ہے۔ وہ اللہ جو تمہیں گوبر کے بیچ میں سے دودھ نکال کے
دیتا ہے۔ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے آسمان بنا دیا۔ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے
زمین بنادی۔ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین میں سے خوشے انگور کے اور گندم
کے خوشے اگائے۔ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف تو کراتا ہے ۔لیکن اللہ تعالیٰ یہ نہیں ہے
کہ بھئی اگر تم نے میری نماز نہیں پڑھی میں تمہاری روٹی بند کردوں گا۔ جبکہ
انسان کا یہی ہے کہ دفتروں میں آپ کے ہاں کوئی ملازم ہو وہ کام نہ کرے
دیکھیں کتنے دن آپ رکھیں گے۔ بیوی روٹی نہ پکائے۔ خاوند گھر سے نکال دے گا۔
خاوند پیسے کما کر بیوی کو نہ دے بیوی ناراض ہوکر میکے چلی جائے گی۔ والدین
اولاد کی تربیت نہ کرے اولا د کو پیسے نہ دے اولاد باغی ہوجائے گی۔ دیکھئے سب
ہے نہیں ایسے ہی؟ لیکن آپ اللہ کا کیا کام کررہے ہیں۔ آپ تو کبھی اس بات
کی فکر بھی نہیں کرتے وہ کون سا اللہ ہے کہ جس نے ہمیں پیدا کردیا۔ وہ کون
سی ذات اقدس ہے کہ جس نے ہمارے ایک صندوق کے اندر پوری ایک مشینری بند
کردی۔ دل اپنا کام کررہا ہے۔ پھیپھڑے اپنے کام کررہے ہیں۔ گردے اپنے کام
کررہے ہیں۔ تلی اپنا کام کررہا ہے۔ پتہ اپنا کام کررہا ہے۔ آنتیں اپنے کام
کررہی ہیں۔ دماغ اپنا کام کررہا ہے۔ ناک اپنا کام کررہی ہے۔ اگر اس مشینری
کے اوپر ٹیکس لگ جائے اور ٹیکس یہ لگ جائے کہ بھئی سانس اس وقت آئے گا
جب تم ایک دفعہ اللہ کہوگے۔ پیسے چھوڑیں پیسے نہیں کہ تمہیں ایک سانس
میں ایک روپیہ دینا پڑے گا۔ نہیں بس یہ ہے کہ آپ کو ایک دفعہ کہنا ہے یا اللہ
تیرا شکر ہے،ایک دفعہ سانس آئے گا۔ مرجائیں گے ہم ۔ چند گھنٹوں میں
مرجائیں گے۔ کوئی زندہ ہی نہیں رہے گا۔ پہلے تو سانس ہی گنتے رہ جائیں گے
کتنے سانس آئے۔ صاحب اس وقت اللہ کی نعمتیں حاصل ہوں گی کہ دل کی

دھڑکنیں، دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ آپ اس بات کا اعتراف کریں گے دل ہمارا
اس لئے دھڑک رہا ہے کہ اللہ چاہ رہا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس تو آپ کے اندر جو
مشینری اللہ نے فٹ کردی ہے اگر اس پر ٹیکس لگ جائے ، اچھا اب اس میں نہ
آپ کو پیٹرول کی ضرورت ہے۔ گاڑی آپ خریدتے ہیں اس میں پیٹرول ہی بھرتے
بھرتے آپ کا دیوالیہ نکل جاتا ہے۔ اندر مشین چل رہی ہے۔ جب آپ چل رہے
ہیں تب چل رہی ہے۔ بیٹھے ہیں تب چل رہی ہے۔ لیٹے ہیں تب چل رہی ہے۔
سورہے ہیں تب چل رہی ہے۔ بھاگ رہے ہیں تب چل رہی ہے۔ اچھل کود رہے
ہیں تب چل رہی ہے۔ مشین خراب نہیں ہوتی۔ اور آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ
مشین چل بھی رہی ہے یا نہیں آپ کو نظر بھی نہیں آرہی ہے۔ تو یہ سب
چیزیں آپ کی سمجھ میں اس وقت آئیں گی کہ جب آپ حیوانیت سے ممتاز
ہوکر اللہ تعالیٰ نے جو انسانیت کا آپ کو شرف عطا کیا ہے اس شرف میں داخل
ہوجائیں۔ اگر آپ اس شرف میں داخل نہیں ہوں گے تو اللہ کی نشانیوں میں
آپ غور و فکر نہیں کرسکتے۔ پھر آپ کی پوزیشن حیوان اور آپ کی پوزیشن ایک
ہے۔ انسان کا شرف یہ ہے کہ اب آپ دیکھیں آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے
خلافت اور نیابت عطا فرمائی۔ خلافت اور نیابت کو آپ شرف کے علاوہ کچھ
نہیں کہہ سکتے۔ یا کہہ سکتے ہیں؟ بھئی ساری مخلوق میں ایک مخلوق ہے آدم
جس کو اللہ تعالیٰ نے نیابت و خلافت عطا کی۔ اور اس کو اشرف کہا۔ تو اس کا
مطلب کیا ہوا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدم کا شرف جو ہے وہ اس لئے ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا نائب اور قائم مقام بنایا۔ یہی بات ہے ناں؟ نائب کب بنا
آدم؟ کب بنا آدم نائب؟ جب اللہ تعالیٰ نے وہ علوم سکھا دئیے آدم کو جو مخلوق
میں کسی کو نہیں سکھائے۔ انتہا یہ فرشتوں کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ وہ علوم
کیا ہیں؟وہ علوم یہ ہیں کہ جو نہ فرشتوں کو آتے ہیں وہ علوم نہ جنات کو آتے
ہیں۔ اور دوسری مخلوق کو تو آپ چھوڑیں۔ علوم کا کیا مطلب ہے؟ گہرائی،
تفکر، آگاہی۔ جب تک آگاہی نہیں ہوئی نیابت و خلافت نہیں ملی۔ اور جب تک
نیابت و خلافت نہیں ملی انسان اشرف نہیں ہے۔ جتنی آپ کے اندر گہرائی پیدا
ہوتی چلی جائے گی اللہ کے معاملات میں، اللہ کے رسول کے معاملات میں ،
جتنی آپ کی سوچ میں صداقت پیدا ہوجائے گی۔ یقین پیدا ہوجائے گا ، نور پیدا
ہوجائے گا۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ... مومن کی فراست
سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ہمیں تو یہی پتہ نہیں کہ اللہ کا نور
کیا ہے۔ نمازیں تو ہم بہت پڑھتے ہیں۔ روزے بھی بہت رکھتے ہیں۔ حج بھی
بہت کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ اللہ کی دی ہوئی توفیق ہے۔ اب آپ بتائیے جس آدمی
نے نماز پڑھ لی اب اس کے اندر اگر فراست پیدا نہ ہو اللہ نے تو اسے لاکر کھڑا
کردیا فراست کے دروازے پر۔ اگر اللہ توفیق نہ دے وما توفیقی الا باللہ ... اللہ کی
دی ہوئی توفیق سے ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ تو اللہ نے جب آپ کو مسجد میں
لاکے کھڑا کردیااور آپ کو اتنی صلاحیت بھی عطا کردی کہ آپ نے اپنے آپ کو
سرنڈر کردیا۔اور اتنا آپ کے اندر علم بھی اللہ نے ڈال دیا کہ آپ نے اللہ کی

ربوبیت کا اقرار بھی کرلیا آپ نے اس بات کا اعلان بھی کردیا کہ اگر بڑائی ہے تو
صرف اللہ کے لئے ہے تو اب یہ توفیق نہیں ہے تو کیا ہے؟ جب توفیق آپ کو
ہوگئی تو اب آپ اس دروازے پر کھڑے ہوگئے کہ جہاں آپ کو فراست منتقل
ہوگی۔ دیکھیں ناں آپ دروازے پر کھڑے ہوگئے۔ دروازے کے اندر داخل ہی نہیں
ہوتے۔ ساری زندگی آپ کھڑے رہیں آپ کسی مسجد کا دروازے ہے آپ باہر کھڑے
رہیں ساری زندگی اندر نہ آئیں۔آپ اندر نہیں آئیں گے۔ اندر آنے کے لئے ضروری
ہے کہ آپ اقدام کریں۔ اقدام کا مطلب یہ ہے کہ آپ عقل سلیم استعمال کریں
جو صرف انسان کے لئے مخصوص ہے اور کسی کو اللہ نے عطا نہیں کیا۔ الحمد
للہ رب العالمین ... سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔
الرحمن الرحیم ... اور وہ اپنی مخلوق کے اوپر رحم کرنے والا ہے۔ اپنی مخلوق
سے محبت کرتا ہے۔ اپنی مخلوق کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ پردے ڈالتا ہے۔
مالک یوم الدین ... وہ یوم جزا کا مالک ہے۔ وہ یوم آخرت کا بھی مالک ہے۔ وہ
پوری کائنات کا مالک ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس بات کو تو یہ فرمایا کہ میں مالک
ہوں یوم الدین کا مالک ہوں۔ ساری کائنات کا مالک ہوں، ساری کائنات کا خالق
ہوں۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ساری کائنات جو بنائی ہے وہ انسان کے
لئے بنائی ہے۔ و سخر لکم ما فی السموت و مافی الارض جمیعا منھم... اور یہ
ساری کائنات سارے آسمان، تمام زمینیں، تمام عالمین اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے
محکوم کردئے ہیں۔ ان کے لئے مسخر کردئیے ہیں۔ جمیعا منھم اور جو کچھ اس
کے اندر ہے سب کا سب انسانوں کے لئے مسخر کردیا ہے۔ اللہ نے آپ کے لئے
ساری کائنات کو مسخر بھی کردیا۔ اللہ نے آپ کو سرنڈر ہونے کی توفیق بھی
عطا کردی۔ آپ نے زبانی کلامی اقرار بھی کرلیاکہ اللہ کے علاوہ کوئی بڑا نہیں
ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ ہی نے ہمیں پیدا کیا اور اللہ
ہی ہمیں زندہ رکھتا ہے اور اللہ ہی ہمیں دوسری دنیا میں لے جاتا ہے۔ اب اس
کا مطلب یہ ہوا کہ اب آپ اس بات کے لئے تیار ہوگئے کہ اللہ ہے۔ اللہ ہے۔
جب ہے کہاں ہے؟ اس بات کا ثبوت فراہم ہوگیا آپ نے سرنڈر کرکے اس بات کو
تسلیم کرلیا کہ اللہ ہے۔ نماز پڑھ کہ اللہ اکبر کہہ کہ آپ نے اس بات کو تسلیم
کرلیا کہ اللہ ہے۔ اب اللہ کہاں ہے ؟ اب خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... و فی
انفسکم افلا تبصرون ...میں اپنے بندوں کے دلوں میں ہوں۔ وہ اگر دیکھنا چاہیں
مجھے دیکھ سکتے ہیں۔ و فی انفسکم افلا تبصرون... میں لوگوں کے نفسوں میں
ہوں۔ دلوں میں ہوں۔ وہ مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہیں؟ لیکن یہ سب جب ہوگا
جب آپ حیوانات سے ممتاز ہوکر بحیثیت آدم کے ، بحیثیت خلیفۃ الارض کے اللہ
تعالیٰ نے آپ کو جو عقل سلیم عطا کی ہے آپ اس کو استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ
ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں ۔ اگلی دفعہ اللہ نے توفیق دی تو اس سورت پر
اور بات ہوگی انشاء اللہ۔ (اختتام)۔